جناب سید شبیر احمد کاکاخیل

شمسی ہجری کیلنڈر اور امت مسلمہ کے لیے اس کی ضرورت

ماہنامہ الحق کے خصوصی وقائع نگار ادارۃ العلم والتحقیق کے رکن اور ادارہ تحقیقات فلکیہ اسلامیہ کے فنی امور کے مدیر سید شبیر احمد کاکاخیل نے مسلم امہ کے لیے اسلامی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک شمسی ہجری کیلنڈر تجویز کیا ہے۔ اگرچہ اس کیلنڈر کو علمائے کرام کی بہت بڑی تعداد کی توثیق اور تصدیق بھی حاصل ہے۔ اب اس کو بڑے پیمانے پر اس نیت سے مشتہر کیا جا رہا ہے کہ اگر اس کے مہینوں کے نام سے متعلق مفید تجاویز مل جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ چونکہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۵ء سے نئے اسلامی شمسی ہجری سال ۱۳۷۴ھ کی ابتداء ہوگی اس لیے اگر یہ تجاویز ادارے کو ۱۶ اگست سے پہلے مل جائیں تو ان کو علماء، ماہرین فن اور ارکان کی مجلس شوریٰ میں پیش کیا جا سکے گا۔ شوریٰ اس پر حتمی رائے دے گی۔ اس کے بعد ۱۳۷۴ کے سال سے اس کا حتمی اعلان کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں مقالہ نگار نے کشفِ ہلال کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس میں موصوف نے مسئلہ مذکورہ کو جدید تحقیقات کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی ہے نیز چاند کے دیکھنے کو آسان اور اس کی شہادت دینے والے پر جرح کے لیے نہ صرف مفید اصول مرتب کیے ہیں بلکہ اختلاف مطالع جیسے مشکل مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

(ادارہ)

۱۹۹۰ء میں اسلام آباد میں ایک رویت ہلال کانفرنس ہوئی تھی جس میں راقم بھی بحیثیت ایک مندوب کے شریک تھا۔ اس کانفرنس کے روحِ رواں یونیورسٹی آف سائنس پینانگ (ملائیشیا) کے ڈاکٹر محمد الیاس تھے انہوں نے اپنا مقالہ پڑھا اور دوسرے شرکاء نے بھی مقالے پڑھے۔ ان مقالات میں امت مسلمہ کے لیے ایک قمری کیلنڈر تیار کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ اس ضمن میں ان مشکلات کا جو اس کی تیاری میں پیش آ سکتی ہیں کا ذکر بھی کیا گیا تھا۔ راقم کے ایک عزیز دوست ملٹری انجینئرنگ سروسز کے چیف انجینئر

جب تک اس کیلنڈر کو حکومت کی سرپرستی حاصل نہیں ہوتی تو اس کیلنڈر کو عوام میں متعارف کرنے کی ذمہ داری بھی ہمارے اوپر ہے۔ اس کے لیے ایک سو سالہ شمسی کیلنڈر بھی تیار کیا گیا ہے۔ اس کیلنڈر کے ذریعے اس شمسی کیلنڈر کے ۱۳۷۳ سے ۱۴۷۳ تک کے کسی سال میں کسی بھی تاریخ کے لیے دن معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس کا طریقہ بہت سادہ اور مختصر ہے۔ تفصیل کے لیے راقم کے کتاب "کشف ہلال" کا دیکھنا مفید ہوگا۔

تحدث بالنعمت کے طور پر راقم عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انشاء اللہ اس کیلنڈر کے ساتھ کچھ خصوصی معاملہ ہے۔ جس وقت اس کیلنڈر کے مطابق نمازوں کے اوقات کا نقشہ بنانے کے لیے کمپیوٹر پروگرام بنایا گیا تو اس کے لیے بھی امکان خطا کا پروگرام تیار کیا گیا۔ اس پروگرام کو چلانے سے پتہ چلا کہ اس کیلنڈر کے مطابق نمازوں کے اوقات کے نقشوں میں خطا کا امکان عیسوی کیلنڈر کے مطابق نقشوں کے مقابلے میں کم ہے نیز عیسوی کیلنڈر میں بہترین سال (وہ سال جس کے نمازوں کے اوقات کا فرق دوسرے سال کے اوقات سے کم سے کم فرق رکھتا ہو) ۲۰۲۲ ہے جو کہ ظاہر ہے کافی بعد میں آئے گا اور پتہ نہیں استعمال ہوگا بھی یا نہیں لیکن مجوزہ شمسی کیلنڈر کے مطابق تیار کردہ نقشوں کے لیے بہترین سال ۱۳۷۴ ہے جو کہ اگلے سال ہی آرہا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے کہ پہلے کم خطا اور پھر بتدریج زیادہ خطا کی طرف بڑھنا عین قدرتی امر ہے۔ اس کے علاوہ صد سالہ تقویم کی تیاری کا نقشہ بھی مجوزہ کیلنڈر کے لیے زیادہ سادہ، مختصر اور آسان ہے۔ ان تمام کی وجوہات زیادہ تر فنی ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں البتہ اتنا کہنا شاید اہل فن کے لیے کافی ہو کہ لیپ سال کے اضافی دن کے لیے اس میں جگہ بہتر منتخب کی گئی ہے جس کے یہ فنی برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔

اس تقویم کے تعارف کے لیے ایک کام بغیر کسی محنت کے فوراً کیا جا سکتا ہے کہ اس کیلنڈر کو فوری طور پر بکرمی کیلنڈر کا متبادل تسلیم کیا جائے کیونکہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل نہیں نیز ہمارے دفتروں اور تنخواہوں وغیرہ کا انتظام اس سے متعلق نہیں ہے اور اگر عوام اس کی جگہ اس مجوزہ کیلنڈر کا استعمال شروع کر دیں تو ان کا مقصد بھی پورا ہوگا کیونکہ بکرمی کیلنڈر کا اس کیلنڈر کے ساتھ فرق صرف ایک دو دن ہی ہوتا ہے اس طرح اس کیلنڈر کا تعارف بھی ہو جائے گا۔ ویسے بھی ایک ہندو کیلنڈر کے ساتھ ملت اسلامیہ کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے ان کو کچھ زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بس مندرجہ ذیل جدول کے مطابق بکرمی مہینوں کی جگہ متبادل شمسی ہجری مہینوں کو استعمال کریں گے۔

ملک بشیر احمد بگوی صاحب جن کے فقہی مقاصد کے لیے حسابات کے استعمال کی کوششوں سے اب لوگ ناواقف نہیں ہیں انہوں نے بھی اپنا مقالہ پیش کیا۔ اس موقع پر انہوں نے اپنا تیار کردہ مکہ ہجری کیلنڈر بھی مندوبین کو دکھایا۔ اس کیلنڈر میں انہوں نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ مکہ مکرمہ کے افق پر مغرب کے وقت چاند کا موجود ہونا جس دن مہینے میں پہلی دفعہ ثابت ہو جائے تو اس کا اگلا دن آنے والے مہینے کا یکم قرار پائے۔ اس طرح ہر مقالہ نگار نے امت مسلمہ کے لیے قمری کیلنڈر کی ضرورت پر زور دیا۔ فاضل مقالہ نگاروں نے اپنے اپنے موقف بہت اچھے انداز میں پیش کیے اور راقم نے ان سے بھرپور استفادہ کیا اسی طرح ماہنامہ "بینات" (کراچی) کے ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کے شمارے میں محقق عالم حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ کا مضمون "مروجہ سن عیسوی میں کیا کیا اصلاحیں ہوئیں" بھی راقم کے لیے اس موضوع پر معلومات کا خزینہ ثابت ہوا۔ اس مضمون سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ موجودہ عیسوی کیلنڈر اگرچہ شمسی کیلنڈر کے فوائد لیے ہوئے ہے لیکن ایک غیر تمند مسلمان کے لیے ایسے کیلنڈر کا استعمال جس میں مہینوں کے نام دیوی دیوتاؤں اور ڈیکٹیٹروں کے ناموں پر رکھے گئے ہوں ذہنی اذیت کا باعث بنتا ہے۔ اس کے علاوہ شاہ اگستس نے اس میں جو غیر منطقی تصرف کیا ہے وہ بھی باعث شرم ہے عیسائی دنیا کو چونکہ اپنی مذہبی تعلیمات کے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں اس لیے وہ تو اس کے ساتھ اس حالت میں بھی کہ صدیوں تک اپنی مقدس دنوں عیدوں، تہواروں اور روزوں کے صحیح تعین کے بغیر ہی مطمئن رہی لیکن امت مسلمہ سے تو یہ توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنے مذہبی ایام سے من حیث القوم غافل ہو جائے اور یہی وہ چیز ہے جس کے لیے امت مسلمہ پر قمری مہینوں کا مکمل حساب رکھنا لازمی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قمری مہینوں کا فیصلہ حساب پر کیا جائے کیونکہ وہ تو رویت پر ہی منحصر ہے ہاں مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی قمری مہینوں کے تعین کے لیے رویت ہلال اور اس کے ذریعے معلوم شدہ تاریخوں کے یاد رکھنے کا اہتمام لازمی ہے۔

ایک چیز کا یہاں ذکر کرنا مفید ہوگا کہ قمری ہجری کیلنڈر کی تیاری میں مصروف حضرات نے عام طور اس کا خیال نہیں رکھا کہ قمری ہجری کیلنڈر اگر ہماری روزہ عید اور حج کی تاریخوں کا تعین کرتا ہے تو نمازوں کے اوقات کے لیے کسی شمسی کیلنڈر کا استعمال ہماری مجبوری بن گیا ہے۔ اس طرح وہ قمری ہجری کیلنڈر کی تیاری میں اپنے حسابات کو بہتر کرنے کی کوشش میں اتنے آگے چلے گئے کہ ان کو قمری ہجری کیلنڈر کے اصل مزاج کا بھی اندازہ نہ ہو سکا۔ احقر کے نزدیک قمری ہجری کیلنڈر کے اجراء کا صرف ایک مقصد تھا کہ خطوط میں ان تاریخوں کی مدد سے یہ پتہ چلے کہ کوئی خط کب لکھا گیا تھا یا اس کے ذریعے کسی واقعہ کا تعین کیا جا سکے کہ یہ کب ہوا تھا گویا کہ اس کیلنڈر کا تعلق ماضی اور حال کے ساتھ ہے مستقبل کے ساتھ اس کا صرف اتنا تعلق ہے کہ ان مہینوں کی یکم کا

تعین ہو سکے جن کے ساتھ ہماری عبادات وابستہ ہیں۔

مہینوں کی یکم کا رویت کے ذریعے تعین اس کیلنڈر سے پہلے بھی تھا البتہ شہور حرم کو آگے پیچھے کرنے کی جو بدعت عربوں میں رائج ہوئی تھی وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ختم فرما دی۔

اس تمہید سے پتہ چلا کہ قمری مہینوں کی یکم کا تعین فقط رویت کے ذریعے کرنا عین شریعت مقدسہ کی منشاء کے مطابق ہے اور ہر ایسی کوشش کا جس سے ان کا تعین حساب کے ذریعے کیا جانا طے پائے اس کا بروقت سدباب کرنا فرض کفایہ ہے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم قمری ہجری کیلنڈر کو صرف ماضی اور حال کے لیے استعمال کریں اور ان کی یکم کا تعین صرف اور صرف رویت کے ذریعے کریں۔ بعض شریعت سے ناواقف حضرات اخلاص کے ساتھ ایک ایسے قمری ہجری کیلنڈر کی تلاش میں ہیں جس میں مہینے کی یکم کا تعین حساب کی مدد سے ہو سکے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس کیلنڈر کے ساتھ ہم اپنے اسلامی تشخص کو قائم رکھ سکتے ہیں اور اس کے لیے وہ ایک ایسا فارمولا وضع کرنا چاہتے ہیں جس کی مدد سے ایسا قمری ہجری کیلنڈر تیار ہو سکے جس کا مشاہدے کے نتائج سے کم سے کم فرق ہو۔ بلاشبہ اپنے اسلامی تشخص کی بقا کا خیال رکھنا ایک انتہائی صالح جذبہ ہے لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ قمری ہجری مہینوں پر ہماری عبادات کا انحصار ہے اور ان کے تعین کے لیے معیار صرف اور صرف مشاہدہ ہے پس اگر ایک قاضی سے غلطی بھی ہو جائے یعنی کوئی جھوٹی شہادت دے کر یا رویت میں غلطی کر کے قاضی صاحب سے چاند کے نظر آنے کا فتویٰ صادر کرا دے تو لوگوں کی عبادات میں کوئی فتور واقع نہیں ہوگا اور قاضی صاحب کا بھی کوئی قصور نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ شہادت کو پرکھنے کے لیے اپنے بہترین وسائل استعمال کر چکے ہوں اس کے برعکس اگر کوئی شرعی شہادت کے بغیر فقط حساب پر چاند کے نظر آنے کا فیصلہ کر دے تو چاہے اس کا فیصلہ بالکل حقیقت کے مطابق ہو یعنی چاند اس دن نظر آ سکتا ہو تب بھی یہ فیصلہ شرعی طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس کی تصدیق شرعی شہادت نہ کرے لہٰذا شرعی شہادت کے بغیر فقط حساب پر چاند کی تاریخ کا فیصلہ کرنے والے تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔ یہ حضرات اپنے اجلاسوں میں ظاہر فرماتے رہے ہیں کہ عبادات تو رویت پر ہوں گی اور قمری ہجری کیلنڈر صرف انتظامی امور کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ یہاں تک تو بات ٹھیک تھی لیکن خطرہ اس وقت شروع ہوا کہ ان حضرات میں سے بعض نے یہ عندیہ ظاہر فرمایا کہ چاند کا دیکھنا اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کوئی حساب کا قابل اعتبار معیار طے نہیں پایا جاتا۔ بظاہر یہ بات بالکل بے ضرر لگتی ہے لیکن دیکھا جائے تو ان حضرات کے نزدیک ایسا قابل اعتبار معیار آئندہ کسی وقت حاصل کرنا ممکن ہے

جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ کسی دن چاند کے نظر آنے کی تمام شرائط پورے بھی ہوں لیکن اس کے سامنے بادل آجائیں تو چاند نظر نہیں آئے گا اس لیے حساب کی بنیاد پر شریعت کے مطابق چاند کے نظر آنے کا فیصلہ کرنا ناممکن ہے اس سے پتہ چلا کہ قمری ہجری کیلنڈر کا ایک مہینے سے زیادہ مستقبل کے لیے استعمال خطرے سے خالی نہیں۔ احقر کا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ رویت ہلال میں جدید سائنس کا استعمال نہیں ہوسکتا۔ اس موضوع پر احقر نے ایک مقالہ "رویت ہلال اور جدید سائنسی تحقیقات" لکھا ہے اس سے احقر کا اس بارے میں نقطہ نظر معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس مقالے میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ چاند کے دیکھنے میں اور اس کے بارے میں شہادت کو پرکھنے نیز مطالع کی تعین میں سائنس کیا خدمت کرسکتی ہے۔

مستقبل کے کاموں کے لیے اور ان عبادات کے اوقات کے تعین کے لیے جن کا دارومدار فلکی حسابات پر ہو شمسی کیلنڈر ہی کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نمازوں کے اوقات اور سحری اور افطاری کے اوقات کے نقشے جن حضرات نے بنائے ہیں جن میں علماء کرام بھی شامل ہیں انہوں نے ان کے لیے صرف وہی کیلنڈر استعمال کیے ہیں جو شمسی تھے مثلاً موجودہ عیسوی کیلنڈر اور بکرمی شمسی کیلنڈر وغیرہ کیونکہ شمسی کیلنڈر کا تعلق سورج کے گرد زمین کی حرکت سے ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت بھی نہیں ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں اس پر کافی بحث کی ہے۔ جس شمسی کیلنڈر میں زمین کی سورج کے گرد حرکت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہو تو اس کا جو دن جس موسم میں آئے گا ہمیشہ اسی موسم میں آئے گا اور اگر ایسا نہیں ہے تو موسم کے تعین میں فرق پڑ سکتا ہے اور اسی پر نمازوں کے اوقات بھی قیاس کیے جاسکتے ہیں۔ جب شمسی تقویم کی یہ افادیت تسلیم کی جاتی ہے کہ اس کو ماضی حال اور مستقبل تینوں کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے نیز نمازوں سحری اور افطاری کے اوقات کے حسابات کے لیے بھی اور عبادات کے علاوہ تمام انتظامی امور کے لیے اس کا استعمال مفید ہوسکتا ہے تو اسلامی تشخص کے اظہار کے لیے اپنا شمسی ہجری کیلنڈر وضع کرنا کیوں نہیں مفید قرار دیا جاسکتا ... عبادات کے لیے قمری مہینوں کا صرف مشاہدے پر فیصلہ کیا جائے اور بقیہ انتظامی امور مجوزہ شمسی کیلنڈر کے مطابق طے پائیں تو ایک طرف تو قمری مہینوں کے لیے رویت کے شرعی تقاضوں کے پورا ہونے کا انتظام بہتر ہوسکے گا تو دوسری طرف انتظامی امور اور نماز روزہ کے اوقات کے حساب کے لیے اغیار کے بنائے ہوئے کیلنڈروں کے استعمال سے محفوظ ہوجائیں گے۔ امت مسلمہ کا اپنا شمسی کیلنڈر نہ ہونے کی وجہ سے مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے علماء کرام اور مسلمان ماہرین فلکیات اغیار کے بنائے ہوئے کیلنڈروں کے استعمال

پر مجبور تھے۔ احقر نے جب حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب کا مقالہ پڑھا تو سر شرم سے جھک گیا اور اسی وقت سے ایک اسلامی شمسی کیلنڈر کی تیاری کے لیے علمائے کرام سے مشورے شروع کر دیئے۔ حضرت مفتی مختار الدین شاہ صاحب مدظلہ کے جذبات تو ان کی تقریظ سے ظاہر ہیں انٹرنیشنل اسلامک مشن کے سربراہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب نے بھی مفید مشوروں سے نوازا اور اس کو مفید کوشش ٹھہرایا الحمدللہ علماء کرام کی سرپرستی کی برکت سے جلد ہی اس کی ایک ہیئت سامنے آگئی جس کی اس مقالے میں علماء کرام اور ماہرین فن کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں امید کرتا ہوں کہ علماء کرام اور ماہرین فلکیات اس کام کے بارے میں رہنمائی فرمانے سے دریغ نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سارے کام کو فقط اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے اور ہمیں اپنے دین متین کے لیے دن رات کام کرنے کی قبولیت کے ساتھ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

موجودہ ہجری کیلنڈر کو قمری ہجری کیلنڈر کہنا زیادہ مناسب ہوگا جبکہ مجوزہ اسلامی ہجری کیلنڈر کو شمسی ہجری کیلنڈر کہا جائے گا کیونکہ اس کی ابتداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غار ثور سے مدینہ منورہ روانگی کے دن سے یعنی پیر کے دن یکم ربیع الاول سے کی گئی ہے اور یہی وہ واقعہ ہے جس کے بعد اسلام تمام ادیان پر غالب ہوا۔

اس کے مہینوں کی تعداد بھی بارہ ہوگی۔ مہینوں کے نام اور ان میں دنوں کی تعداد کے لیے مندرجہ ذیل ترتیب تجویز کی گئی ہے۔

نمبر شمار	مہینہ	دن	نمبر شمار	مہینہ	دن
۱	حراء	۳۰	۷	احزاب	۳۱
۲	معراج	۳۰	۸	رضوان	۳۱
۳	ہجرہ	۳۰	۹	خیبر	۳۱
۴	قبا	۳۰	۱۰	فتح	۳۱
۵	بدر	۳۰	۱۱	حنین	۳۱
۶	احد	۳۰	۱۲	تبوک	۳۰

خاص سال سے مراد لیپ کا سال ہے یعنی وہ سال جو ۴ پر پورا پورا تقسیم ہو سکے۔ جو سال ۴ پر پورا پورا تقسیم ہو سکے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ۱۰۰ پر بھی تقسیم ہو سکے خاص سال شمار نہیں ہوگا لیکن یہی سال اگر ۴۰۰ پر بھی تقسیم ہوتا ہو تو اسے البتہ خاص سال ہی شمار کیا جائے گا۔ یہ سب اہتمام اس لیے ہے کہ زمین

سورج کے گرد ۳۶۵.۲۴۲۱۹۸۷۸ میں ایک چکر پورا کرتی ہے اور اس کسر کو پورا کرنے کے لیے باقاعدہ وقفوں کے ساتھ خاص سال کا لانا ضروری ہے ورنہ ہر سال کسی معین دن پر سورج ایک جگہ پر نہیں ہوگا جس سے موسموں اور اوقات صلوٰۃ وغیرہ میں فرق پڑ جائے گا خاص سال میں ۳۶۶ دن ہوں گے یعنی عام سالوں سے ایک دن زیادہ۔ اس کے لیے خاص سال میں تبوک کا مہینہ ۳۱ دن کا شمار ہوگا چونکہ تبوک آخری مہینہ ہے اس لیے اس میں اضافے سے بقیہ سال متاثر نہیں ہوگا بخلاف موجودہ عیسوی کیلنڈر کے کہ جس میں اضافہ فروری میں کیا جاتا ہے جس سے سال کے اگلے دس مہینے متاثر ہو جاتے ہیں۔ مہینوں کے نام ایسے رکھے گئے ہیں جس سے اسلامی تاریخ اور ثقافت کا اظہار ہو اور اس کے لیے اصول یہ رکھا گیا ہے کہ جو واقعہ تاریخ میں ترتیب کے لحاظ سے پہلے آتا ہو اس کو مہینوں کی ترتیب میں بھی پہلے لایا جائے۔ واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سے لیے گئے ہیں۔ مثلاً پہلے مہینے کا نام حرا اس لیے رکھا گیا کہ یہیں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی گئی تھی اور معراج کے واقعے کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اس طرح تیسرے مہینے کا نام ہجرت ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مبارک کی مناسبت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینے میں ہجرت فرمائی تھی۔ بقیہ مہینوں کے نام بھی ہجرت کے بعد کے مشہور واقعات کی ترتیب کے مطابق ہیں۔

اس کیلنڈر کی تیاری کے لیے کمپیوٹر پروگرام تیار ہو چکا ہے اس کے ذریعے گزشتہ تاریخوں جن کو عیسوی کیلنڈر کے مطابق کتابوں میں لکھا گیا ہے کو مجوزہ شمسی ہجری کیلنڈر میں بدلنا تو بالکل آسان ہے البتہ آئندہ کے لیے تاریخوں کو اس کے مطابق کرنے کے لیے حکومت کے بھرپور تعاون کی ضرورت ہے۔ راقم حکومت پاکستان اور تمام ممالک اسلامیہ سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ اس کیلنڈر کے استعمال پر ہمدردانہ غور کیا جائے اور علمائے کرام سے مشورہ کرنے کے بعد اس کے نفاذ کا بندوبست کیا جائے۔ نمونے کے طور پر رواں سال یعنی ۱۳۷۳ کے ایک مہینے کا شمسی ہجری کیلنڈر دیا جاتا ہے اس کیلنڈر میں ہر شمسی ہجری تاریخ کے سامنے اس دن کی عیسوی تاریخ دی گئی ہے مثلاً ۱۸ فتح کے سامنے ۳ لکھا ہوا ہے جب کہ فتح کے ساتھ جون / جولائی لکھا ہوا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۸ فتح کو ۳ جولائی ہے کیونکہ ایک دفعہ انگریزی مہینے کا ۳۰ گزر چکا ہے۔ یہ صرف تعارف کے لیے ہے۔ جب تک شمسی ہجری سال کا مکمل تعارف نہ ہو چکا ہو تو عیسوی تاریخ ساتھ مجبوراً دینی پڑے گی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے کمپیوٹر کے ذریعے تین ایسے جدول تیار کیے گئے ہیں۔ جن کے ذریعے ۱۹۹۴ء سے لے کر ۲۰۲۲ء تک کسی بھی عیسوی تاریخ کے لیے اسلامی شمسی ہجری کا تاریخ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

بکرمی	شمسی ھ	بکرمی	شمسی ھ
چیت	احزاب	اسوج	حراء
بیساکھ	رضوان	کاتک	معراج
جیٹھ	خیبر	مگھر	ہجرت
ہاڑھ	فتح	پوہ	قباء
ساون	حنین	ماگھ	بدر
بھادوں	تبوک	پاگھن	احد

ان بکرمی مہینوں کو لوگ صرف موسم کے لیے یاد رکھتے ہیں شلاً فصلوں کی کٹائی کا بیساکھ کے ذریعے یاد رکھنا، ساون میں بارشوں کا ہونا، پوہ میں سخت سردی کا پڑنا اور پاگھن میں تیز ہواؤں کا چلنا وغیرہ ۔ ان سب کے لیے بالترتیب احزاب، حنین، قباء اور احد کے نام بھی لیے جاسکتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے کاروباری اور بالخصوص سٹیشنری کے کاروبار کرنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ بکرمی کیلنڈر کی تاریخوں کے بجائے اب مجوزہ شمسی کیلنڈر کی تاریخیں چھاپ دیا کریں انشاء اللہ ان کو اس کا اجر ملے گا۔

اس طرح جن حضرات کی گھڑیوں پر تاریخ بھی دیئے ہوتے ہیں ان سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنی گھڑیوں پر ان تاریخوں کو لائیں ۔ الحمدللہ کئی علمائے کرام نے دینی غیرت کے پیش نظر احقر کی درخواست سے پہلے اس پر عمل شروع کیا ہے

علمائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مساجد میں مجوزہ شمسی کیلنڈر کے مطابق نمازوں کے اوقات کے نقشے آویزاں فرمائیں ۔ مذکورہ بالا دو نقشوں کے ذریعے مجوزہ شمسی کیلنڈر کی تاریخ معلوم کرنا صرف دو سیکنڈ کا کام ہے جس کو سیکھا جاسکتا ہے ۔ مجوزہ شمسی ہجری سال کے مہینوں کے نام مفتیان کرام اور علمائے کرام کے مشورے سے کافی سوچ و بچار کے بعد رکھے گئے ہیں تاہم یہ چونکہ پوری ملت کی امانت ہے اس لیے اس سلسلے میں مشورے جاری ہیں ۔ اگر مشوروں کے نتیجے میں کوئی زیادہ بہتر تجویز آئی تو اس کا اعلان کیا جائے گا ادارے کا پروگرام ہے کہ اس کو ۱۶ ستمبر سے پہلے حتمی شکل دے دیں کیونکہ ۱۶ ستمبر کو دوسرا سال ۱۳۷۶ھ شروع ہوگا تاکہ اس کے لیے کیلنڈروں کو چھاپنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے ۔ نیز اس کے بعد نمازوں کے اوقات کے جدید نقشوں کو بھی مجوزہ ناموں کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جائے گا ۔ اس سلسلے میں ادارہ تحقیقات فلکیہ اسلامیہ ان شاء اللہ عالمی سطح پر تعارفی پروگرام شروع کرے گا ۔ تمام اہل درد اور اہل ذوق حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس میں تعاون فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ امت مسلمہ جلد بیدار ہو

اور اپنی ثقافت، اپنے اطوار اور اپنے شعار سے وفا کرنا پھر سے سیکھ لے تاکہ جو مرعوبیت اغیار نے ہمارے ذہنوں میں مختلف طریقوں سے ڈالی ہے وہ نکل جائے اور ہم پھر سے آزاد ذہن کے ساتھ زندہ رہنا سیکھ لیں۔ آیئے ہم آج عہد کر لیں کہ ہم اغیار کی ذہنی غلامی سے آزادی حاصل کریں گے اور آج سے ہم صرف اللہ تعالیٰ کی غلامی پر فخر کریں گے۔ مخلوق کی غلامی کا طوق اب ہمارے گلے میں نہیں رہے گا۔ ہمارا نصب العین اب صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی ہوگی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی۔ بقول مولانا محمد علی جوہرؒ ۔

ہو جائے اگر ساری خدائی بھی مخالف — کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے — یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

JUN / JULi

فتح

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
۱						
16						
۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲
23	22	21	20	19	18	17
۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
30	29	28	27	26	25	24
۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶
7	6	5	4	3	2	1
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳
14	13	12	11	10	9	8
					۳۱	۳۰
					16	15

(بقیہ ص ۲۵ سے)

کے مورچے ہیں جو بنتے اور آباد ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کے مقابلے پر کون سے اور کتنے اسلامی تہذیب کے میڈیا کیمپس ہیں؟ اپنے میڈیا مورچے بنائے بغیر دشمن تہذیب کی ہمارے اپنے گھر کے اندر سے جاری گولہ باری کو نہ روکا جا سکے گا اور نہ ان کا منہ پھیرا جا سکے گا۔ شاید ہم عالمی واقعات و حالات کے کسی کروٹ بدلنے سے خود بخود پہنچ جانے والے فائدے کا انتظار کر رہے ہیں۔ شاید یہ موقع اور فائدہ حاصل ہو جائے۔ خدا کرے کہ کم از کم ایسا تو ضرور ہو۔